شاتانِ تذ بحانِ

حصہ دوم

شہید مرحوم کے

چشم دید واقعات

حضرت مولٰنا صاحبزادہ سید

عبد اللطیف صاحب رئیسِ اعظم

خوست علاقہ کابل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو است

سالہا سجدہ گہِ صاحب نظراں خواہد است

مولوی سید احمد نور کابلی مہاجر دار الامان قادیان نے شائع کیا

۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر کے

اہتمام سے چھپا

اصل ممیرا اور ممیرہ کا سُرمہ

یہ سرمہ ککروں۔ ابتدائی موتیابند۔ جالہ۔ پھولہ۔ پڑبال۔ سُبل اور سرخی اور دیگر امراض خاصکر آنکھوں سے پانی ہر وقت جاری رہنا۔ اور کمزوری نظر کیلئے بہت مفید ہے۔ اگر کسیکو ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ نہ ہو تو واپس کر کے قیمت لیلو۔ قیمت فی تولہ سرمہ عہ۔ اصل ممیرا دس روپیہ تولہ۔ صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالیں۔ خلیفۃ المسیح اول نے اسکی نسبت فرمایا برائے امراض چشم بسیار مفید ہست۔ باہر کے لوگوں کا شمار نہیں لیکن قادیان کے رہنے والے مثلاً ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کئی بیماروں پر تجربہ کر کے اسکے مفید ہونے کی شہادت دی اور جناب عبدالرؤف صاحب ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان اور حضرت والدہ ماجدہ نے تجربہ کیا اور مفید پایا۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل فاضل اسکے مفید ہونیکی تجربہ کرنے کے بعد شہادت دیتے ہیں۔

کلاہ اور لنگیاں

ہر قسم کی لنگیاں۔ مشہدی۔ پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ سفید ماشی۔ ریشمی۔ اور سوتی۔

پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت پر مل سکتی ہیں۔

ملنے کا پتا

احمد نور۔ گل نور سوداگران قادیان دارالامان

پنجاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حصہ دوم شہید مرحوم

اس دوسرے حصہ میں وہ حالات درج ہیں جو کہ مولوی عبد الستار صاحب مہاجر قادیان نے حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ سے سُنے ہیں یا اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اور یہ الفاظ نقل بالمعنیٰ ہے اور اکثر واقعات چھوڑے گئے ہیں کہ کتاب طول نہ پکڑے۔ ضروری ضروری باتیں درج کی جاتی ہیں ؛

فرماتے ہیں کہ میرے باپ دادا اچھے عالم تھے اور لوگوں کو کتابوں کا سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ان لوگوں میں سے دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک وہ جو طالب علمی کی حالت میں تھے دوسرے وہ جو اچھے مولوی پڑھے لکھے تھے اور وہ شیخان کہلاتے ہیں۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ اچھے سفید کپڑے پہنے ہوئے کچھ نہ کچھ حیثیت رکھتے ہونگے۔ مجھے بھی طلب علم کا شوق ہوا۔ تب میں نے تعلیم پانے کے لیئے باہر جانے کو کمر باندھی اور میں اُن لوگوں کے ساتھ ہو گیا کہ جنکا لگاؤ قادری سلسلہ سے تھا۔ آخر میں نے ایک مولوی صاحب کی شاگردی اختیار کی۔ اُس نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی ایسی تعریف میرے آگے بیان کی کہ مجھے ملنے کا شوق ہوا اور میں اُن کے ملنے کے لیئے چل پڑا۔ ابھی اُنکے پاس پہنچا نہیں تھا کہ ستون ایک مقام ہے وہاں کے ایک مولوی کا شاگرد بن گیا صاحبزادہ صاحب مرحوم کے پاس بہت لوگ تعلیم کے لیئے آتے تھے اور ہر وقت

خدا کا کلام اور حدیث کا بیان ہوا کرتا تھا۔ آپ بہت مہمان نواز تھے خواہ امیر ہو خواہ غریب۔ میں بھی اپنے اُستاد کے ساتھ ایک دو جمعہ صاحبزادہ صاحب کے پاس وعظ سُننے کے لیئے جاتا رہا۔ اُن کے وعظ اور کلام نے میرے دل میں ایسا اثر پیدا کیا کہ میں اُستاد کی اجازت کے بغیر اُن کے پاس رہنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد میرے اُستاد کا مجھے حکم آیا کہ تم میرے پاس سے بغیر اجازت گئے ہو میں تم سے بہت ناراض ہوں ہرگز نہیں بخشوں گا۔ اُسوقت میرے دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ میرا اُستاد ہے کہیں بددعا نہ دے۔ ایک طرف تو صاحبزادہ صاحب سے الگ ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا دوسری طرف اُستاد کا خوف رہتا تھا۔ آخر میں نے صاحبزادہ صاحب سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک مولوی کی اگر کوئی شاگردی اختیار کرے تو اُس سے یہ مطلب تو نہیں کہ بس غلام ہی ہو گیا ہے جہاں آپ کا دل چاہتا ہے تعلیم پائیں۔ اگر آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں بیشک آپ یہاں ٹھہریں اور دینی تعلیم پائیں۔ پس میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں رہ کر بہت سے حقائق اور اور معارف سُنتا رہا۔ اور میرے دل میں بہت اثر ہوا ❊

اس ملک خوست میں شیخان قوم کے لوگ بہت ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے پیر کو آسمان کی مخلوق اور دریاؤں کا علم ہے اور جو زمین کے نیچے ہے اُن کا بھی علم ہے بلکہ یہانتک کہ جو آسمان پر دریا اور اُن میں کنکر پتھر وغیرہ ہیں سب کا علم ہے۔ چونکہ میں بھی اسی عقیدہ پر تھا میں نے اسکے بارہ میں صاحبزادہ صاحب سے ذکر کیا اُنھوں نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ پیر و مرشد جو ہوتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کے بندے اور اُسکے حکم کے پابند اور اُسکے رسولوں کے قدم بقدم چلتے ہیں بزرگی یا ولایت قطبیت و غوثیت یہی ہے ❊

دوسرے مولویوں اور صاحبزادہ صاحب کے کلام میں بہت فرق تھا۔ جب اُن سے کسی حکم یا مسئلہ کی بابت پوچھو تو جواب ملتا تھا کہ میرے خیال میں تو یہ اس طرح سے ہوگا لیکن اگر صاحبزادہ صاحب سے پوچھا جاتا تو فرماتے کہ یہ حکم اسطرح

ہے۔ یعنی اور لوگ گمان سے کہتے تھے لیکن صاحبزادہ صاحب یقین سے جواب دیا کرتے تھے کہ یہ حکم اسطریق پر ہے۔ تب مجھ معلوم ہوا کہ اگر سچا آدمی ہے تو یہی ہے آخر جب شیر دل خان جو کہ امیر عبد الرحمٰن صاحب کا چچا زاد بھائی تھا گورنر خوست مقرر ہوا۔ اُس نے جب صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کا پُر اثر کلام سنا اور علم اور عمدہ بیان اور مہمان نوازی کی شان و شوکت دیکھی اور اُن کے مریدوں کی کثرت اور تقویٰ نے اُن کے دل پر اثر کیا تو یہ دل میں شوق پیدا ہوا کہ صاحبزادہ صاحب کو میں ہمیشہ اپنے پاس رکھوں اور جہاں میں جاؤں یہ میرے ہوں ان امیدوں کو لیئے ہوئے صاحبزادہ صاحب سے ذکر کرکے اپنے پاس رکھا۔ جہاں گورنر جایا کرتا آپ کو بھی گھر سے بُلا کرلے جایا کرتا۔ گورنر کو آپ کی ایسی محبت ہوگئی کہ اُسکو آپکے بغیر چین نہ آتا اور بہت سے انعام و اکرام سے سلوک کرتا۔ جب امیر عبد الرحمٰن خان کو خبر ملی تو اُس نے بھی انعاماً آپ کے لیئے گیارہ سو روپیہ مقرر کردیا۔ صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بڑے بڑے حاکموں اور گورنروں سے بہت نفرت ہے کہ یہ لوگ ظلمت میں رہتے ہیں اور لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ میں اگر شیر دل خاں گورنر کے ساتھ رہتا ہوں تو محض اسلیئے کہ یہ غریب لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ میں اُن غریبوں کو اُسکے ظلم و ستم سے بچاتا ہوں تاکہ یہ لوگ اسکے پنجہ ظلم کے نیچے نہ آجاویں۔

صاحبزادہ صاحب ایک ایسے پُرحکمت انسان تھے کہ گورنر کو آپ سے یہ بہت بڑا فائدہ پہنچا کہ منگل۔ جدران۔ تنی یہ تین قومیں ایسی زبردست قومیں تھیں کہ کبھی رعایا بنکر نہیں رہتی تھیں۔ لیکن آپ نے ایسی حکمت سے کام لیا کہ بلا چون و چرا یہ تمام قومیں رعایا بنکر گورنر کے حوالہ کردیں؛

بعض وقت ایسا ہوتا تھا کہ کہیں لڑائی میں کسی قسم کا حکم فوج کو دینا منظور ہوتا تو گورنر حیران ہو جاتا کہ اس موقعہ پر کیا حکم ہو۔ اُسوقت صاحبزادہ صاحب فوج کو فوراً موقعہ کے مطابق حکم دیتے کہ گورنر کی عقل حیران رہ جاتی؛

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک موقعہ پر ایک تنگ درہ پر گورنر کی فوج اُتری ہوئی تھی۔ ایک روز جدران قوم بہت بڑی تعداد میں اکٹھی ہو کر گورنر کو معہ اُسکی فوج کے گھیر لیا۔ جہاں بھی روشنی دیکھتے۔ فائر کرکے کچھ نہ کچھ زخمی کر دیتے۔ یہانتک نوبت پہنچی کہ تمام روشنی بُجھا دی گئی گورنر حیران و پریشان ہو گیا کہ اب کیا۔ کیا جاوے۔ اور جدران قوم لوٹنے کو تیار تھی۔ اور دگرنہ آگئی۔ صاحبزادہ صاحب نے فوراً اور گرد توپیں لگوادیں اور فائر کرنے کا حکم دیدیا۔ جدران قوم ایسی بدحواس ہوئی کہ چھپنے کو جگہ نظر نہ آئی آخر اُس قوم نے بھاگنے کا راستہ لیا اور گورنر کی فوج صحیح وسلامت رہ گئی۔ گھیرنے پر ہی جو نقصان ہوا سو ہوا۔ یہ خبر سنکر امیر عبدالرحمٰن خان کو بہت خوشی ہوئی کہ وہ قومیں جو کبھی بھی رعایا بنکر نہ رہتی تھیں گورنر نے صاحبزادہ صاحب کی مدد سے اُنکو فتح کیا۔ سو آپ کو بہت سا انعام دیا گیا۔ اس اثناء میں امیر کابل نے انگریزوں کے ساتھ ملک تقسیم کرنے کا گورنر خست کو حکم دیا۔ نقشہ پہلے ہی تیار تھا۔ جب صاحبزادہ صاحب نے دیکھا کہ نقشہ میں امیر عبدالرحمٰن خاں کی رعایا کا قریباً کئی میل کا حصہ انگریزوں کے قبضہ میں آیا ہوا ہے۔ اُنھوں نے اس نقشہ پر زمین کو تقسیم کرنے سے انکار کیا۔ اور ایک نیا نقشہ تیار کرنے کا وعدہ انگریزوں سے لے لیا جس میں وہ زمین امیر کابل کے قبضہ میں کر دی۔ چونکہ گورنر میں غصہ بہت تھا اور صاحبزادہ صاحب نرم آدمی تھے اسلیئے صاحبزادہ صاحب اکیلے ہی سرحد کی تقسیم پر جایا کرتے تھے۔ جب تقسیم ختم ہو گئی تو گورنر نے کہا کہ جب تک ہمیں نیا نقشہ نہیں ملے گا ہم اس زمین کے قابض نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پھر پرانے نقشہ پر جھگڑا ہو گا۔ اسلیئے صاحبزادہ صاحب معہ کچھ سواروں کے کرم پاڑہ چنار انگریز افسر کے پاس آئے۔ اُنکی آپ کی بہت عزت کی اور نیا نقشہ تیار کرا کر دیدیا۔ اس زمین کی تقسیم میں ایک شخص آیا اور صاحبزادہ صاحب سے عرض کی کہ میں نے بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن اس کتاب کا مجھے پتا نہیں چلتا ایک آدمی نے مسیح زمان اور نبی

ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ اس کتاب کو پڑھ کر دیکھیں۔ میں نے اسکا کچھ رد لکھا ہے آپ اچھا جانتے ہیں اور بڑے عالم و فاضل ہیں آپ اسکا جواب لکھ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہاں کام ہے گھر جا کر کتاب کو دیکھوں گا +

صاحبزادہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا شجرۂ نسب تو جل گیا ہوا ہے لیکن ہم نے اپنے باپ دادا سے ایسا سنا ہے کہ ہم علی ہجویری گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ہمارے دادا دہلی کے بادشاہ کے قاضی تھے۔ کتابوں کی ایک لائبریری تھی جو نو لاکھ روپیہ کی تھی۔ ہمارے باپ دادا نے نادانی کی جو حاکم بن گئے حکومت پسند کرنے پر انھوں نے تعلیم کی پرواہ نہ کی۔ تمام کتابیں ضائع ہو گئیں۔ میرا اپنا یہ حال یہ ہے کہ مجھے باپ دادا سے جائداد ورثہ میں نہیں ملی ہے اسکو رکھنے پر مجبور ہوں۔ میرا دل دولت کو پسند نہیں کرتا +

صاحبزادہ صاحب علم مروجہ کے بڑے عالم تھے۔ ہر ایک قسم کا علم رکھتے تھے بہت سے شاگرد بھی آپ سے تعلیم پاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہندوستان بھی جانا چاہیئے یہ گورنر کے حاکم ہونے سے پہلے کا واقعہ تھا۔ سو اس ارادہ سے آپ بنوں آئے یہاں پر آپ کی بہت بڑی جائداد ہے۔ یہاں کے نمبردار آپ کے پاس آتے اور نیزہ بازی وغیرہ کھیلتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے نمبردارو سے فرمایا کہ میں ہندوستان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں انھوں نے جواب میں کہا کہ برسات کا موسم ہے یہ گذر لینے دیں۔ لیکن آپ نے برسات کا خیال نہ کیا اور چل پڑے وہاں کے نمبردار آپ کو کچھ فاصلہ پر چھوڑنے کے لیئے ساتھ آئے۔ اور آپ بہت سی کپڑے اور روپیہ لیکر گھوڑے پر سوار ہو گئے جبوقت کرم دریا پر پہنچے۔ تو دریا بہت چڑھا ہوا ہے اور پانی نہایت گدلا۔ صاحبزادہ صاحب کو تیرنا نہیں آتا تھا۔ آپ نے کپڑے اتار کر گھوڑے کی زین پر رکھ کر تہ بند باندھا اور گھوڑا دریا میں ڈالدیا دوسرے لوگو کے گھوڑے تو پار ہو گئے لیکن آپ کا گھوڑا پانی نے اوپر اٹھا لیا اور گھوڑا بے طاقت ہو گیا۔ آپ گھوڑے سے دریا میں کود پڑے اور دریا میں غوطے کھانے لگے اور بہنے لگے

رہے کہ یا رحیم یا رحیم یا رحیم۔ آخر خدا نے فضل و رحم کر کے انہیں پار لگا دیا۔ روپیہ اور کپڑے سب دریا میں بہ گئے۔ آپ نے اسکی کچھ پروا نہ کی اور نمبرداروں کے آدمیوں نے گھوڑے کو دریا سے نکال لیا۔ پاس ہی ایک گاؤں تھا اس میں ایک مولوی جان گل رہتے تھے اور آپ سے واقف تھے انکے گھر چلے گئے آپ نے مولوی جان گل سے کہا کہ میرا ہندوستان جانے کا ارادہ ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو ایک تہ بند رکھتا ہوں ملنگ کے بھیس میں جاؤں گا اگر تم میرے ساتھ جانا چاہتے ہو تو صرف تہ بند رکھنا ہوگا اور ملنگ بنکر چلنا ہوگا۔ آخر آپ اور مولوی صاحب نے تہ بند باندھی فقیر کے بھیس میں امرتسر آئے۔ صاحبزادہ صاحب کو ننگا سینہ برا معلوم ہوتا تھا۔ ایک رومال سینہ پر لٹکا لیا۔

جب امرتسر پہنچے کشمیری محلہ میں ایک حنفی مذہب کا مولوی تھا اسکے پاس اتر پڑے۔ اس مولوی کے پاس کتابوں کی لائبریری تھی۔ آپ نے خیال کیا کہ اس کے پاس بہت سی کتابیں ہیں انہیں سے فائدہ اٹھائیں گے اور کتابوں کا مطالعہ کیا کرینگے رات دن کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتے۔ شام سے صبح تک کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے اسی گمنامی کی حالت میں رہے کہ نہ تو کوئی آپ کا واقف بنا اور نہ آپ کسی سے واقف ہوئے۔ صرف کبھی کبھی ملنگ فقیروں کے پاس جایا کرتے تھے اس ڈیرہ کے لوگوں کو بہت خوش کیا کرتے تھے۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب دولتمند آدمی تھے۔ آپ کو پیچھے سے خرچ آیا کرتا تھا۔ اسلئے آپ لوگونکو بہت کچھ دیا کرتے تھے۔ اور آپ نے جامہ ملنگی زیب تن رکھا ✚

آپ پر عجیب و غریب حالات گزرتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے جو مدینہ منورہ میں ہے امرتسر میں ایسی خوشبو آتی تھی کہ جیسے بار یک رومال میں کوئی خوشبو اپنے پاس رکھی ہوئی ہوتی ہے ✚

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے معلوم کیا کہ جان گل مجھ سے روحانیت

میں کتنا دور ہے تب مجھے معلوم ہوا کہ بہت دور ہے۔ فرمایا کہ میں نے جان گل سے دریافت کیا کہ جان گل تو مجھ سے کتنا دور ہے اُس نے بالشتوں سے ماپ کر کہا کہ تین بالشت میں نے کہا کہ نہیں۔ تمہارا اور میرا آسمان اور زمین کا فرق ہے +

فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ہمنے سوچا کہ اس امرتسر کے مولوی سے ہمیں یہی فائدہ کافی ہے کہ کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اگر کوئی بات پوچھنی ہو تو پوچھ لیا کرینگے ایک روز اہلحدیث کی طرف سے دہلی سے ایک رسالہ اس مولوی کے پاس آیا۔ رسالہ کا نام ضرب النعال علی وجہ عدۃ اللہ السجال۔ اور لکھا تھا کہ اسکا جواب دو۔ جب یہ مولوی اس رسالہ کا جواب نہ دے سکا تو وہ مولوی اہلحدیث دہلی سے امرتسر اس مولوی کے پاس مباحثہ کے لیئے آئے اس مولوی نے صاحبزادہ صاحب سے کہا کہ اہلحدیث دہلی کا یہ رسالہ آیا تھا اور اب وہ بحث کے لیئے یہاں آنے لگے ہیں کیا کیا جاوے۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ تم مجھے اپنا وکیل بنا دینا میں خود ہی جواب دے لوں گا۔ جب یہ مولوی بحث کے لیئے آئے تو آپ جواب کے لیئے تیار ہو گئے۔ انھوں نے کچھ سوال کیئے آپ نے ایسے جواب دیئے کہ وہ حیران ہو گئے۔ پھر دوبارہ انھوں نے کچھ اور سوال پیش کیئے۔ جب دوسری دفعہ جواب دیا گیا تو وہ مولوی چپ ہو کر واپس دہلی چلے گئے۔ یہ سب سوال وجواب تحریری تھے +

حضرت صاحبزادہ صاحب قریباً تین سال کے بعد واپس خوست اپنی اسی لباس مولویانہ میں تشریف لے گئے۔ خوست میں تین قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو حاکم تھے۔ اور دوسرے مولوی اور تیسرے شیخان جو قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ہر ایک فرقہ کو خدا اور رسول کے خلاف پایا۔ حاکموں کو دیکھا کہ بہت ظالمانہ طریق پر لوگوں سے روپیہ وغیرہ لیتے ہیں۔ مولویوں کو دیکھا کہ یونہی ہر ایک سے جھگڑتے اور جھوٹے فتوے لگاتے ہیں اور شیخان لوگوں کو دیکھا تو انکے پاس بڑی بڑی تسبیحیں رہتی ہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے سوچا کہ حاکمانہ لباس تو ہمیں باپ دادا سے حاصل ہے اور مولویانہ لباس خدا تعالیٰ نے مجھے خود عطا کیا ہے۔ اب شیخان

کو دیکھنا چاہیئے کہ یہ بہت پھیلے ہوئے ہیں اور ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے جب دیکھا کہ مختلف قسم کے لوگ میرے پاس آتے ہیں تو میں نے شیخان لوگوں سے نرمی و محبت کا تعلق رکھنا شروع کیا۔ یہ سب لوگ جو آتے تھے تو آپ ایک طرف تو دعوت شروع کر دیتے اور دوسری طرف قرآن و حدیث کا بیان کرتے۔ تب ان شیخان میں سے ایک مولوی نے کہا کہ منڑکی کے مولوی جو سوات صاحب کے موذن ہیں اُن کے پاس جانا چاہیئے وہ بہت اچھا اور بڑا مولوی ہے۔ تب آپ اُسکی طرف روانہ ہوئے۔ جگہ جگہ پر منڑکی کے مولوی کے شاگرد تھے اُنھوں نے آپ کی بہت عزت کی اور بڑے خوش ہوئے کہ صاحبزادہ عبداللطیف اتنا بڑا آدمی بھی ہمارے پیر کا شاگرد ہوئے آیا۔ اور آپ اسلیئے جا رہے تھے کہ تا معلوم کریں کہ آیا شیخان لوگوں کے مولویوں کی طرح یہ بھی تعلیم دیتا ہے یا کوئی اچھا آدمی ہے۔ بس آپ اُسکے پاس پہنچ گئے آپ کے ساتھ مختلف قسم کے لوگ منڑکی کو آئے۔ یہ شیخان بہت سی قرآن اور حدیث کے خلاف تعلیم دیتے تھے۔ قریباً ڈیڑھ سو ایسے مسائل تھے جنمیں سے کچھ یہ ہیں کہ پٹے رکھنے حرام ہیں یعنی سر کے بال۔ اور نسوار سونگھنی حرام ہے۔ جس زمین میں نسوار کا درخت بویا جائے وہ پلید ہے۔ وہ تین سال تک اُسکی فصل بھی حرام ہے۔ نسوار لینے والے کی عورت بغیر طلاق کے مطلّقہ ہو جاتی ہے۔ آپ فرمانے لگے کہ میں اسلیئے اس پیر کے پاس آیا ہوں کہ تا کہ معلوم کر لوں کہ آیا یہ غلط فتویٰ دینے والے ہیں یا نہیں۔ اور فرمانے لگے کہ جب میں اس پیر کے پاس آیا تو معلوم ہوا کہ یہ آدمی تو اچھا ہے یہ فتویٰ وہ خود نہیں بناتا کیونکہ اُس کے منہ سے میں نے کوئی ایسی بات نہیں سُنی جو شیخان مولویوں سے سنی جاتی تھی۔ تب مجھے اسپر نیک گمان ہوا۔ چند روز کے بعد صاحبزادہ صاحب اپنے ملک خوست واپس چلے آئے ؎

جب آپ گھر پہونچے تو آپ کے پاس پہلے سے زیادہ لوگ آنے شروع ہوگئے لوگ خیال کرتے تھے کہ صاحبزادہ صاحب منڑکی صاحب سے آئے ہیں آپ سے

سننی چاہئیں جب آپ کے پاس مولوی صاحبان فتویٰ پوچھنے کے لیئے آتے تو آپ کا فتویٰ سنکر کہتے کہ منڑکی صاحب تو یوں کہتے ہیں لیکن آپ تو اُنسے بہت خلاف ہیں اس پر آپ کو خیال آیا کہ پھر معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ جو غلط فتویٰ لوگ بیان کرتے ہیں یہ منڑکی صاحب سکھلاتے ہیں یا انکی اپنی غلط بیانی ہے۔ آپ پھر دوبارہ منڑکی صاحب کے پاس گئے جب آپ وہاں پہونچے۔ وہاں ایک اور مولوی تھا جو سوٹے کے مولوی کے نام سے مشہور تھا۔ ان دونو کے درمیان بہت جھگڑا رہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ان دونو کے درمیان کسی مسئلہ پر جھگڑا ہو گیا۔ اور قرار پایا کہ کسی تیسری جگہ جانا چاہیئے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ کون سچا ہے اس اثنا میں صاحبزادہ صاحب وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے منڑکی کے مولوی سے کہا کہ اپنے گھر میں یہی کتابوں سے دیکھ لو اگر ہے تو ماننا پڑے گا۔ نہیں تو ای جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے بہت سی کتابیں پیش کیں لیکن یہ منڑکی مولوی نہ مانتا اور مقرر کردہ جگہ پر جو ایک طرف اٹھارہ ہزار آدمی تھے اور دوسری طرف تیرہ ہزار تھے۔ شیخان قوم کا ہر طرف سے یہ شور تھا ننگر کا خیال رکھو کہ ہماری ناک نہ کٹ جاوے۔ آخر جب ہر طرف سے یہی آوازیں اٹھیں تو میرا دل منڑکی مولوی سے پھر گیا اور یقین ہو گیا کہ یہی جھوٹے فتوے لکھتا ہے خدا کے لیئے کوئی کام نہ تھا صرف ناک کا خیال تھا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی کو رپورٹ پہنچی کہ ایک بہت بڑا مجمع بنا ہے ضرور فساد ہوگا انتظام کیا جاوے گورنمنٹ نے فوراً جھگڑا ہٹا دیا اور حکم ہوا کہ زیادہ مجمع نہ ہووے بہت جلد فیصلہ ہو جانا چاہیئے اور سب مجمع کو منتشر کر دیا مولوی اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے اور منڑکی صاحبزادہ صاحب کے ساتھ آگیا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ان مولویوں کو مجلس میں بندروں کی شکل پر دیکھا۔ اور فرمانے لگے کہ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ بالکل نہیں مانیں گے۔ پھر جب منڑکی کے مولوی گھر پہونچے تو گھر پر بھی صاحبزادہ صاحب نے بہت سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھا۔ آخر آپ

صبح وہاں سے اپنے ملک خوست کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستہ میں تمام منزل کی کے شاگردوں سے مولوی کی غلط بیانیوں کا ذکر کرتے رہے۔ جب شہر پشاور پہنچے تو رات کو خواب میں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ تو مبتدع ہیں انکو آپ نے یونہی کیوں چھوڑ دیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ صبح میں اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر واپس مولوی صاحب کے پاس اس غرض سے روانہ ہوگیا کہ اس دفعہ فیصلہ کرآؤں

فرمانے لگے وہ تو ملا نہیں اُن کے ایک منتظم لنگر والہ کو میں نے تسبیحیں جو کہ مجھے دی گئی تھیں واپس کردیں اور کہا کہ یہ تسبیحیں مولوی صاحب کو جب آئیں دیدینا اور کہنا کہ میں تمھارے عقیدوں اور تمھاری تسبیحوں سے بیزار ہوں۔ یہ کہکر آپ اپنے گھر واپس چلے آئے اور راستہ میں لوگوں سے اُن کی برائیاں بیان کرتے رہے۔ اور بعض جو لوگ ملتے یہی کہتے تھے کہ آپ کی بات تو بالکل درست ہے لیکن ان سے ایسا جھگڑا کرنا بہت بڑی دشمنی ہے کیونکہ یہ لوگ ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں +

آپ جب گھر پہونچے تو اپنے طالب علموں کو قریباً ایک سو مسئلے لکھ کر دیدئے اور کہدیا کہ یہ فلاں فلاں قوم کے لوگوں کو دے دو اور اس کا جواب لو۔ اگر غلط بیان اور جھوٹے فتوے لگائیں گے تو تم گواہ رہنا اُن کو بذریعہ عدالت گرفتار کرائیں گے۔ اور یہ لوگ صاحبزادہ صاحب کے شاگردوں کو بہت ستاتے تھے۔ آپ کے شاگرد جب لوگوں کے پاس گئے بعضوں نے تو چالاکی سے اُن مسئلوں سے انکار کیا اور بعضوں نے تصدیق کی کہ ہاں ہمارے پیر کا یہی مسئلہ ہے۔

صاحبزادہ صاحب نے یہ سوالات لکھے تھے۔ کہ کیا نسوار حرام ہے کیا سر کے بال رکھنا حرام ہیں۔ کیا نماز میں شہادت اُنگلی سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ اور کیا جس زمین میں نسوار کا درخت بویا گیا ہو اُسکا حاصل کچھ برس تک حرام ہے۔

کیا تمہارے مولوی منڑکی کے یہ فتوے نہیں وغیرہ وغیرہ *

منڑکی مولوی کا ایک شاگرد خوست میں بھی تھا جس کا نام الہ دین تھا۔ صلجزادہ صاحب نے حاکم کے پاس رپورٹ کی کہ خوست میں الہ دین نام مولوی منڑکی کا شاگرد ہے۔ جھوٹے فتوے دیکر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اسکا انتظام کیا جاوے اور ایسے فتووں سے روکا جاوے۔ صاحب زادہ صاحب علاوہ معزز و نامی گرامی ہونیکے کے ایک فاضل اجل مانے جاتے تھے اسلیئے آپ کی بات حکام میں بھی مانی جاتی تھی۔ حاکم نے جواب دیا کہ میں تو اسکو روکنے کی کوشش کروں گا لیکن اُمید نہیں کہ وہ میری بات پر عمل کرے اور اپنی حرکتوں سے باز آوے۔ اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ ان کے مرید بہت بڑی تعداد میں ہیں اور ہر طرف پھیلے ہوے ہیں ایسا نہ ہو کہ فساد ہو جاوے۔ ادھر یہ جواب دیا اُدھر ایک سرکاری آدمی کے ہاتھ اُس مولوی کے نام ایک سمن بھیجا کہ مولوی الہ دین یہاں آکر شریعت کے احکام کا فیصلہ کرے بعد فیصلہ کے اُن احکام کو بیشک جاری کرے اگر سچے ہوں۔ ورنہ جھوٹے مسائل سے رُک جاوے *

جب یہ حکم مولوی مذکور کے پاس پہنچا تو اُس نے جواب دیا کہ سب ان مسائل سے خوب واقف ہوں مجھے کیا ضرورت ہے کہ انکو طے کروں۔ تب وہ سرکاری آدمی واپس حاکم کے پاس لوٹ آیا اور حاکم کو اُسکے انکار کی خبر دی۔ حاکم نے امیر عبد الرحمن خاں کو رپورٹ کی کہ ایک مولوی جھوٹے مسائل بیان کرتا ہے اور اس سے فساد کا اندیشہ ہے۔ حضور اس باب میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ امیر نے جواب دیا کہ اس مولوی کو یہاں بھیجدو۔ اگر انکار کرے تو زبردستی پابزنجیر جلد روانہ کرو *

چونکہ اس مولوی کے بہت لوگ پیرو تھے اسلیئے حاکم نے اپنی فوج کو شکار کے بہانے سے روانہ کیا۔ جب شکار کرکے واپس آنے لگے تو فوج کے بعض افسر نے عرض کیا کہ اس گاؤں میں جو مولوی ہے اُسکے گھر میں ٹھہرنا چاہیئے وہ بڑا

بزرگ اور اچھا آدمی ہے۔ حاکم کا تو پہلے ہی سے اُسکے پکڑنے کا ارادہ تھا مگر یہ ارادہ افسروں وغیرہ سے پوشیدہ تھا اسلیئے بظاہر حاکم نے انکار کیا اور کہا کہ وہ فقیر آدمی ہے اُسے کیا تکلیف دیں۔ آخر افسروں کے اصرار سے حاکم اُسکے گھر کا راستہ لیا۔ اور پہنچنے پر اُسکے مکان کو گھیرنے کا حکم فوج کو دے دیا۔ اور مولوی کو امیر کا فرمان گرفتاری دکھا کر کہا کہ اگر تجکو خوشی سے امیر کے پاس جانا ہے تو چل ورنہ زبردستی پا بزنجیر لیجانا پڑے گا۔ اُس مولوی نے انکار کیا اور اُسکے ایک شاگرد نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہمارے صاحب ہرگز نہیں جائینگے۔ حاکم نے صاحب کہنے والے کو تو نکلوا دیا اور مولوی کو ہتکڑی لگا کر روانہ کیا۔ جب حاکم چھاؤنی کے پاس پہنچا تو راستہ میں مولوی کے کچھ شاگرد ملے انھوں نے عرض کیا کہ آج رات مولوی صاحب کو ہمارے گھر میں ٹھہرنے کی اجازت دی جاوے۔ کل چھاونی میں حاضر ہو جائیں گے حاکم نے ضمانت لیکر اجازت دیدی اور آپ چلے گئے۔ صبح ہوتے ہی حاکم کو خبر پہنچی کہ مولوی بھاگ گیا ہے ؛

اندھیری رات تھی مولوی اونچے ٹیلہ پر بھاگ رہا تھا کہ ایک پتھر پر گر پڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ حاکم نے اعلان کیا کہ جو کوئی اس مولوی کو پکڑ کر لائے گا ایک سو روپیہ انعام پائے گا۔ اُس راستہ سے جسپر مولوی لنگڑا پڑا ہوا تھا کچھ چنگڑ خانہ بدوش جارہے تھے اپنے اونٹ پر سوار کرکے حاکم کے دربار میں لے آئے حاکم نے چھاونی میں مولوی کو قید کردیا تو اُسکے تمام عزیز اور شاگرد حال پوچھنے کے لیئے آیا کرتے تھے۔ اسحالت میں مولوی نے اپنے اُستاد منزکی اور تمام اپنے ہم مشرب مولویوں کو اپنے قید ہونے کا حال لکھدیا۔ چونکہ اسکے بھی شاگرد و ہم مشرب بہت تھے فوج بنکر چھاونی پر حملہ آور ہوئے۔ حاکم تو بھاگ کر منگل قوم باغی میں جا ملا وہ چھاونی کو لوٹ کر مولوی کو چھڑا لے گئے۔ جسوقت امیر عبدالرحمٰن خاں کو خبر پہنچی۔ شیر دل خاں کو جو امیر کا رشتہ دار تھا مع فوج کثیر کے بہت بھیجدیا کہ وہ باغیوں کو رعایا اور مطیع بنالے۔ چنانچہ اُس نے آکر بڑے

رعب و داب سے تمام لوگوں کو حکومت میں لے لیا اور باامن رہنے کا سامان ہوا۔ صاحبزادہ صاحب کی مجلس میں شیر دل خاں آنے جانے لگا اور آپکے مُنہ سے حقائق و معارف کو سُنا تو اُسکے دل میں آپ کی بہت محبت پیدا ہوئی کبھی تو یہ صاحبزادہ صاحب کے پاس جاتا اور کبھی صاحبزادہ صاحب اُسکے پاس جایا کرتے۔ اسطرح بہت محبت پیدا ہوگئی اور شیر دل خاں نے ایک بچہ کی طرح آپ کے پاس پرورش پائی۔ ان دنوں صاحبزادہ صاحب کے ایک شاگرد حج کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب دہلی پہونچے تو کسی نے مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق بیان کیا اور تعریف و توصیف بھی کی تو ان کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ قادیان پہنچکر تحقیق کرنی چاہیئے۔ پس قادیان پہنچکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقات کی اور کچھ باتیں کیں۔ تو ان کے دل میں حضرتؑ کی بڑی عزت و حرمت پیدا ہوئی اور فوراً بیعت کرلی۔ پھر جب واپس اپنے ملک کو جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک خط امیر عبدالرحمن کو پہنچانے کی آرزو کی۔ پہلے تو آپؑ نے فرمایا کہ تمھارا امیر ظالم اور نافہم ہے وہ یہ بات ماننے والا نہیں۔ آخر اُن کے اصرار پر حضرت صاحبؑ نے خط لکھدیا۔ جو چھپکر شائع ہوچکا ہوا ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے لیئے مامور و مصلح کرکے بھیجا ہے۔ وہ تمام باتیں جو میں کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت کرتا ہوں اور میں مجدد اس زمانہ کا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہوں +

الغرض اور بہت سی اچھی نصیحتیں تحریر فرمائیں۔ جب یہ اپنے ملک میں پہنچا تو اُس نے یہ خط صاحبزادہ صاحب کو دیا اور سب حال من وعن سنایا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہ بات تو بڑی سچی ہے اور یہ کلام ایک عظیم الشان کلام ہے لیکن بادشاہ اتنی سمجھ نہیں رکھتا کہ وہ سمجھے اور مان لے۔ پلیئے اریخ

آپ کا یہ خط دکھانا بے سود ہے۔ صاحبزادہ صاحب کے پاس یہ خط رہا۔ اور آپ نے کسی موقعہ پر یہ خط شیر دل خاں کو دکھلایا تاکہ اسکے ذریعہ امیر کے پاس پہنچ جاوے۔ لیکن گورنر شیر دل خاں نے کہا کہ بات تو سچی ہے مگر امید نہیں کہ امیر مان لے۔ اور یہ بھی کہا کہ ایک آدمی انگریزوں کی طرف سے سفیر بنکر امیر کے پاس آیا تھا جسوقت امیر قندھار گیا ہوا تھا۔ اُس نے بہت سی باتیں سنائیں اور مرزا صاحب کا ذکر بھی کیا تو امیر نے ناراض ہو کر سفیر کو بے عزت کر کے رخصت کر دیا اور انگریزی افسر کو اطلاع دی کہ ایسا نالائق آدمی میری طرف کیوں بھیجا گیا جو مجھے دین سے برگشتہ کرتا ہے +

گورنر نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ اسلیئے میں یہ خط امیر کے پیش نہیں کر سکتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر آپ جیسے بزرگ کے ساتھ بھی بُری طرح پیش آوے۔ یہ کہہ کر خط صاحبزادہ صاحب کو واپس دیدیا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ مجھے اجازت دیدیں کہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ہو آؤں۔ گورنر نے کہا کہ جس طرح میں اپنے بیٹے کو اجازت نہیں دے سکتا اسی طرح آپ کو بھی اجازت نہیں دے سکتا ہوں کہ آپ بھی ویسے ہی بڑے آدمی ہیں جیسا کہ میں۔ امیر ہی اجازت دے تو دے میں اجازت نہیں دے سکتا +

ایک روز گورنر نے صاحبزادہ صاحب سے ذکر کیا کہ ملک میں بہت بڑا فساد پڑا ہوا ہے لوگ شیطان سیرت ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کا دشمن آپ کی رپورٹ امیر کے پاس کر دے اور آپ کو امیر بلائے اسلیئے چاہیئے کہ آپ پہلے ہی سے امیر کے پاس ہو آئیں تاکہ آئندہ کوئی رپورٹ آپ کی نہ کر سکے۔ دوسرے آپ ایک بڑی عزت اور بڑی پوزیشن کے آدمی ہیں آپ کو دیکھ کر امیر خود ہی بڑی عزت و توقیر سے پیش آئے گا اور آپ کی ملاقات سے خوشی و مسرت کا اظہار کرے گا۔ صاحبزادہ صاحب کچھ آدمیوں کے ساتھ کابل تشریف لے گئے۔ کابل میں امیر کا دربار رات کو ہوا کرتا تھا۔ آپ چند دن وہاں ٹھہرے۔ جب دربار میں حاضر ہوے تو امیر آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا

اور کہا کہ رپورٹیں تو آپ کی بابت میرے پاس آتی تھیں مگر میں نے اُنکو نظر انداز کر دیا اور میں آپ کے آنے پر بہت خوش ہوا۔ صاحبزادہ صاحبؒ نے کچھ اور لوگوں کے متعلق بیان کیا۔ امیر نے جواب دیا کہ ایسے آدمی بالکل ملتے ہی نہیں۔ خیر آپ خاموش ہو گئے۔

صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب امیر سے ملاقات ہو چکی تو مجھے واپس گھر جانے کا خیال آیا لیکن اور جو معزز لوگ دربار میں تھے انھوں نے مشورہ دیا کہ یہ امیر قابو میں نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ گھر پہنچیں بعد میں آپ کو بُلانیکے لئے آدمی بھیجے جائیں اس سے بہتر ہے کہ آپ کابل میں ہی ٹھہریں۔ فرماتے ہیں تب مینے امیر سے عرض کی کہ میں یہاں آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔ امیر بہت خوش ہوا اور کہا بہت اچھا۔

صاحبزادہ صاحب کو بہت شوق تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط کسی نہ کسی طرح امیر کو دکھاؤں لیکن کوئی موقعہ ایسا نہ نکلا کہ آپ وہ خط پیش کر دیں۔ اسی عرصہ میں امیر بیمار ہو گیا اور اس جہان سے رخصت ہوا۔ اسکے بعد بیٹا امیر حبیب اللہ خان تخت نشین ہوا۔ مفصل حال اول حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔

آخر صاحبزادہ صاحب نے امیر سے رخصت لی۔ امیر نے کہا کہ میرے والد آپ کی بڑی عزت کرتے تھے اسلیئے میں بھی آپ کی عزت کرنی چاہتا ہوں۔ آپ ہمارے مہربان ہیں اور محسن ہیں۔ اسکے بعد امیر نے آپ کو رخصت کیا۔ آپ خوست آئے اور وہاں سے بنوں پہنچے اور وہاں ایک مقام لکی ہے یہاں ایک تحصیلدار عالم فاضل تھا اور ایک اور مولوی تھا دونوں نے آپ کی بڑی عزت کی۔ اور چند روز ٹھہرانیکی آرزو کی۔ دوسرے مولوی نے کچھ مسائل پیش کیئے اور کہا کہ لوگ مجھے ان مسائل کی وجہ سے کافر کہتے ہیں آپ اس کاغذ پر دستخط کر دیجئے کہ یہ مسائل سچے ہیں اور یہ مولوی سچائی پر ہے۔ آپنے اُسکو سچائی کا خط دیدیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے تحصیلدار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سُنائیں تحصیلدار چونکہ صاحب اور نیک آدمی تھا سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی یہ باتیں

بہت درست اور صحیح ہیں اور کچھ حقیقت ضرور رکھتی ہیں + صاحبزادہ صاحب کو خیال ہوا کہ اگر یہ تحصیلدار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان گیا یہ معزز اور عالم ہے تو شاید اسکے ماننے سے اور بہت لوگ مان جاویں۔ اس گمان سے آپنے خوشی میں آکر ایک قیمتی گھوڑا اُسکو دیا۔ اور پھر آپ لاہور پہونچے اور شاہی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک تبرکاً دیکھی اور وہاں سے قادیان دار الامن والامان پہنچ گئے اور حضرت مسیح موعود نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت وصحبت سے مشرف ہو کر صحابہ میں داخل ہوئے +

یہاں آکر آپ بہت عجائبات ہمیں سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپؒ نے فرمایا کہ میں جو باتیں لوگوں کو سناتا ہوں اس سے بہت کم درجہ کی باتوں پر لوگ مارے جاتے ہیں لیکن خدا کی قدرت میں اگر کوئی بات سناتا ہوں تو کوئی اعتراض مجھپر نہیں کرسکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ یاد رکھو کہ جب خدا تعالیٰ کو میرا مارنا منظور ہوگا تو یہ حکمت مجھ سے چھینی جائے گی +

ایک دفعہ فرمایا کہ میں اپنے گاؤں میں بیمار تھا تو میرے اور شیطان کے درمیان بڑا مقابلہ ہوا۔ ایسی حالت مجھپر طاری ہوئی کہ اگر میں آنکھ جھپکتا تو مجھپر الزام آتا تھا۔ آخر میں اتنی دیر تک ٹکٹکی لگائے دیکھتا رہا کہ میرے گھر والوں نے گمان کرلیا کہ اب اس کا سانس قریب ہی کہ نکلجاوے۔ اس حال میں دیکھتا کیا ہوں کہ گویا آسمان مجھپر ٹوٹ کر گرنے والا ہے اور زمین بھی پھٹنے والی ہے۔ پھر دیکھا کہ آسمان وزمین مجھپر گر گئے ہیں اور ایک آواز سخت مہیب پیدا ہوئی۔ پھر ایک نور کا ستون نکلا ہے ایک سرا اُس کا آسمان میں ہے اور دوسرا زمین میں دھسا ہوا ہے۔ پھر اُس نے تمام آسمان کو اور زمین کو سب طرف سے پکڑ لیا ہے اور مجھے بال بھر بھی تکلیف نہ پہنچی۔ پھر یہ الہام ہوا لقد جعلت اور غیب سے یہ آواز آئی کہ ایک تھے دوسرے سے کہا کہ عبادت تو کم تھی لیکن معرفت کامل تھی

اسلئے پہنچایا گیا ہے ۔ اور دیکھتا ہوں کہ اس حالت سے میرا تمام وجود مسجدہ ہو گیا ہو اور سر مہ سے بھی بڑھ کر ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ میں سما گیا ہے ۔ میرا تمام جسم خدا ہی خدا معلوم ہوتا ہے ۔ اگر بولتا ہوں تو خدا کی آواز نکلتی ہے ۔ جو بھی کرتا ہوں خدا کا کام ہوتا ہے ۔ اور میرا وجود بالکل گم ہو گیا ہے +

چونکہ میں بیمار تھا میرے منہ سے ایسی باتیں نکلیں کہ گھر والوں نے گمان کیا کہ بیماری سے دماغ خراب ہو گیا ہے ۔ میں نے اپنی ایک خادمہ کو کسی کام کے لئے کہا لیکن اُسنے انکار ظاہر کیا ۔ میں نے کہا کہ عبداللطیف جو انسانوں میں سے ایک انسان تھا اُسکی بات سُنکر کام نہیں کیا لیکن اب خدا خود حکم کرتا ہے تم کوئی پروا نہیں کرتے ۔ اور فرمایا کہ یہ حالت مجھپر بہت دنوں تک رہی اور میں نے اور بہت سے واقعات لکھے تھے مگر وہ کاغذ گم ہو گیا ہے +

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے تو پہلے ہی خدا تعالیٰ کو پہچانا تھا اور یہاں تک کہ خدا کے دروازہ کی کنڈی (زنجیر) بھی کھٹکھٹائی تھی ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ترکیب کھٹکھٹانے کی بتلا دی ہے آپ سے ہمیں یہ فائدہ ہو گیا ہے کہ کھٹکھٹانے کی طرز معلوم ہو گئی کہ اسطرح کھٹکھٹاؤ گے تو کھولا جائے گا +

پھر ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ کبھی کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھپر آیا کرتا تھا لیکن جدا ہو جایا کرتا تھا ۔ مگر یہ مقدر تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کو جب ملوں گا تو پھر بالکل جدا نہیں ہوں گے سو اب بالکل جدا نہیں ہوتے +

اور فرمایا کہ بہت دفعہ مجھے خیال آیا کہ میں اپنے بازو پر لکھوں کہ غلام ہوں کیوں میرا جسم بالکل مسیح موعود علیہ السلام کا بن گیا ہے +

فرمایا بہت دفعہ میں جنت میں جاتا ہوں ۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ لوگوں کیلئے میوے لاؤں چونکہ میں ابھی بالغ نہیں ہوا اسلئے مجھے میوے لانے کی اجازت نہیں ہوتی ۔ میں ہزارہا دفعہ آسمان پر گیا ہوں لیکن جسطرح لوگ آسمان کی نسبت

خیال رکھتے ہیں ایسا نہیں ہے۔ آسمان اور آسمان ہیں +

فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے ایسا پُر نور حُسن میں دیکھا ہے کہ ایسا کبھی بھی کسی نے نہیں دیکھا۔ فرمایا میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہنسنا اور خدا تعالیٰ کے ہنسنے کی آواز سُنی ہے لیکن ان دونوں میں بالکل کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا +

فرمایا کہ میں نے آسمان کے اوپر ایک چشمہ دیکھا اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بیٹھے دیکھا جسوقت میری نظر آپ پر پڑی تو ایک بہت چمکدار شعلہ آپ کے چہرہ سے نکل پڑا اور میں نے آپ سے ملاقات کی۔ فرمایا کہ دوسری دفعہ جب میں ہندوستان کی طرف نکلا تو میں لکھنؤ میں ایک مسجد میں اُتر پڑا۔ یہاں لوگ چڑھاوا چڑھایا کرتے تھے۔ میں چڑھاوے سے کوئی غرض نہیں رکھتا تھا اور نہ کسی چیز کو ہاتھ لگاتا تھا۔ مسجد کے مہتمم کی میرے ساتھ محبت ہوگئی۔ اور بڑے اصرار سے ایک دن اُسنے میری دعوۃ کی۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد جسوقت میں وعظ کے لئے بیٹھا تو مجھ پر قرآن شریف کے بہت سے اسرار ظاہر ہوئے اور میں نے کھول کر بیان کئے۔ میرے وعظ کا اتنا اثر ہوا کہ بہت سے لوگ روتے تھے لیکن ایک فقیر تھا اُسکو کچھ پروا نہیں ہوئی اور نہ اُسکے چہرہ پر اثر پیدا ہوا۔ میں نے اُس فقیر سے کچھ باتیں کیں اور یہ حالت بیان کی۔ فقیر نے جواب دیا کہ ہاں کسی فقیر نے توجہ ڈالی ہوگی۔ تب میرے خیال میں خیال ہوا کہ یہی فقیر ہے اسی نے توجہ کی ہوگی۔ اور میں نے بیعت کی آرزو ظاہر کی لیکن فقیر نے جواب دیا کہ اب نہیں پھر میں یہاں حاضر ہو جاؤں گا اور تیرے ساتھ میرا وعدہ ہے۔ فقیر جب باہر نکلا تو آپ بھی پیچھے چل پڑے لیکن اُسکے بہت سے وعدے کرنے سے میں واپس لوٹ آیا۔ کچھ دن کے بعد وہ فقیر دوبارہ آیا۔ فقیر نقشبندی طریقہ کا تھا اور اور بہت سے طریقوں کی اُسکو اجازت تھی۔ جب میں نے فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی تو اُس نے کہا کہ مجھے

ہر طریقہ کی اجازت دی ہوئی ہے لیکن نقشبندی میں بیعت لیتا ہوں۔ اسکے بعد کچھ دنوں کے لیئے فقیر چلا گیا اور آپ پر بہت سے اسرار کھلے۔ چند روز کے بعد تیسری بار وہ فقیر آیا۔ کچھ باتیں ہوئیں تو فقیر نے کہا کہ آپ نے تو بہت ترقی کی کہ میں بالکل آپ کی طرف نہیں دیکھ سکتا۔ فقیر نے صاحبزادہ صاحب سے ٹوپی جو اُن کے سر پر تھی تبرک کے طور سے لے لی اور اپنے پاس سے بھی کوئی کوئی چیز تبرک کے لیئے دیدی اور بیعت لینے کی خلیفہ کر کے اجازت دیدی۔ فقیر نے آپ سے یہ بھی کہا کہ ایسا الائق آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ اور کہا کہ میں مولوی عبدالحی کے پاس بھی گیا تھا لیکن میں نے اس میں ایسی جگہ نہیں پائی۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد صاحبزادہ صاحب اپنے وطن خوست کو چلے آئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب سے احمد نور نے عرض کیا کہ میرے والد صاحب کہا کرتے تھے کہ میرے ایک کان میں سورج چڑھتا ہے اور دوسرے میں غروب ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ میں سورج چڑھتا ہے اور کبھی غروب نہیں ہوتا۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے جسکی دنیا انتظار کر رہی تھی خدا کی طرف سے سچا اور لوگوں کو راہ راست پر لانے والا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر کسی نے نہ مانا آپ نے فرمایا کہ تعلیم پہنچنے پر بھی جو انکار کرے گا تو وہ کافر قرار پاوے گا۔ رسول کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھ پر ہوتا ہے جو بالکل نہیں جاتا اور یہ الہام ہوا کرتا ہے۔ محمد ابن احمد غلام غلام احمد۔ فرمایا اے احمد نور تو نہیں جانتا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وزیر ہوں جسنے مجھے نہیں پہچانا اُس نے مسیح موعود علیہ السلام کو بھی نہیں پہچانا۔

فرمایا قادیان شریف میں وہی آرام سے رہتا ہے جو درود شریف بہت پڑھتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے۔ مسجد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے مکہ اور مدینہ کی برکتیں نازل کی ہیں۔ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے پیرو ابھی آسمان میں ہیں۔ جب منارۃ المسیح مکمل ہو جائے گا تب
اللہ تعالیٰ کے تمام کمالات اور فیضان کا نزول ہوگا +

ایک روز صاحبزادہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں
کہ ملائکہ نے میرے سبب سے بہت لوگوں کو قتل کیا ہے میں کیا کروں میں نے تو قتل
نہیں کیئے۔ ایک دفعہ میں نے کسی روحانی مقام کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا
کہ یہ مقام مقربوں کا ہے اور انبیاء کا مقام اس سے فوق ہے۔ اور یہ مقام انبیاء
کا مقام ہے۔ آپ کے بارہ میں مجھے یہ الہام ہوا فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر +

ایک دفعہ ہم گھر جارہے تھے کہ صاحبزادہ صاحب شہید مرحوم سے کوہاٹ میں
ایک آدمی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں گفتگو ہوئی اُس نے انکار
کیا آپ نے فرمایا تم اپنے شہر کا حال دریافت کرو کہ کیا حال ہوا ہے۔ ہمیں آپ سے
دریافت کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ جہاں رات ہوتی قیام کرتے لوگ ملاقات کے لیئے
آتے تو آپ مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ضرور کرتے +

جب اپنے ملک اور اپنے گاؤں سیدگاہ کے قریب پہونچے تو تمام عزیز و اقارب
اور شاگرد وغیرہ آپ کی ملاقات کے لیئے گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور بڑی خوشی
منائی کہ صاحبزادہ صاحب حج سے واپس آگئے۔ آپ نے فرمایا میں حج سے نہیں آیا
بلکہ قادیان سے آیا ہوں جہاں ایک مقبول الٰہی مستجاب الدعوات اور مسیح موعود
ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے آپ صاحبوں کو یہ خبر دینے آیا ہوں وہ سچا ہے صادق
ہے تاکہ تم اُسکا انکار نہ کرکے اقرار کرلو اور خدا کے عذاب اور قہر سے بچ جاؤ اور اُسکی
رحمتوں کے وارث و مورد بنجاؤ۔ اور بہت سی باتیں نصیحت کے طور پر فرمائیں۔

آپ کے رشتہ دار بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ اُن کی بابت ہمکو یہ خبر ملی
ہے کہ قادیانی نصف قرآن مانتا ہے اور نصف کا انکار کرتا ہے اور کافر ہے اُسکا
پیرو بھی کافر ہے اور قادیان جانا بھی کفر ہے۔ اگر یہ باتیں آپ کی امیر کے پاس

پہنچیں گی اور وہ سنے گا تو ہم تمام قتل کیئے جائیں گے اور تباہ کردی جائینگے آپ نے فرمایا کہ تم اس ملک کو چھوڑ کر بنوں چلے جاؤ وہاں بھی زمین ہے یہ تمہارے لیئے بہتر ہوگا اس سے کہ تم خدا کے مامور کا انکار کرو۔ ورنہ میں ایک ایسی بلا تمہارے پیچھے لایا ہوں کہ کبھی بھی تم بچ نہیں سکوگے۔ اور میں تو اس بات سے ہرگز نہیں ٹلوں گا۔ یہ خدا کا فرمان ہے مجھے اسکا پہنچانا بہت ضرور ہے اور میں نے اپنا مال اور اپنی اولاد اور اپنا نفس خدا کی راہ میں دے دیا ہے۔ خدا نے نہیں لیا تھا۔ اب موقعہ آیا ہے کہ اُس نے لیا اور تم دیکھ لوگے کہ میرا مال اور میرا اہل وعیال اور میرا نفس کس طرح خدا کی راہ میں فدا ہوتا ہے۔ اور تم دیکھ لوگے کہ میں اپنی دولت اور عزت اور عیال کس طرح ایک چٹکی میں پھینکتا ہوں +

آپ نے سید گاہ میں پندرہ میں روز گزارے ہوں گے بڑے بڑے عمائد آپ کے پاس آتے اور کہتے کہ اگر یہ باتیں آپ چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہے۔ مگر آپ کوئی پروا نہیں کی۔ اور امیر کو خبر پہنچنے پر آپ کو کچھ سواروں کے ساتھ کابل بلایا۔ اور آپ ارگ کے قید خانہ میں نظر بند کیئے گئے +

آپ کی چار بیویاں اور اٹھارہ لڑکے لڑکیاں تھے۔ آپ کی موجودگی میں تین بیویاں اور چھ لڑکے لڑکیاں رہ گئے اور باقی گزر گئے۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے اہل وعیال کو جلاوطن کر کے بلخ پہنچایا گیا اور تمام ملک ضبط کی گئی۔ چند سال کے بعد ان نظر بند قیدیوں نے امیر سے کہا کہ ہم کس قصور میں قید کیئے گئے براہ مہربانی ہمیں ہمارے ملک میں واپس بھیجا جاوے۔ پس وہ رہا کیئے گئے اور وطن میں بھیجا گیا اور ضبط شدہ ملک بھی واپس دیدی گئی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد نظر بند کیئے گئے اور جائداد ضبط ہوگئی +

جب میر احمد گرفتار ہوا اور تشہیر اور سخت ذلت اٹھانیکے بعد رہا ہوا تو اُسنے بیان کیا کہ ایک شخص پر جن کا سایہ تھا مجھے یقین نہ آیا وہ کہا کرتا تھا کہ میں احمدی ہوں پھر بھی مجھ کو یقین نہ آیا مگر جب مجھ کو ایسے ایسے نشان بتائے جو مجھ پر گرفتاری

کی حالت میں گزرے تھے تب مجھے یقین کرنا پڑا - اور اُسنے کہا کہ ہم بہت سے جن
تمھاری گرفتاری کی حالت میں تمھارے ساتھ مقرر تھے ساتھ ساتھ رہتے تھے
شہید مرحوم کے تمام حالات اور تمھارے بھی قلم بند کیئے گئے ہیں اور ہم شہید
مرحوم کے ساتھ رہتے تھے جب شہید مرحوم قید کیئے گئے تو ہم اُنکی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر جناب حکم دیں تو اس شہر کابل کو فنا و تباہ کردیں۔
صاحبزادہ صاحب یہ سُنکر غصہ میں آئے اور فرمایا کہ تم کون ہو شیاطین ہو یا کیا
بلا ہو۔ جنات نے عرض کیا کہ ہم بلا اور شیاطین نہیں ہیں ہم جن ہیں اور احمدی
ہیں آپ کی خدمت کے لیئے آئے ہیں اور ہم ستر افسر ہیں اور ہر ایک کے ساتھ
بڑا بھاری لشکر ہے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں مینے سمجھ لیا ہے ایک
منزل ہے جو بہت مدت میں طے ہوتی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں بہت جلد یہ منزل
طے کروں اور اپنے پیارے سے جا ملوں ؂

شیخان لوگ اپنے مرشد کو عالم الغیب مانتے تھے - اور صاحبزادہ صاحب فرماتے
کہ انسان کو خواہ وہ کسی درجہ پر ہو عالم الغیب جاننا سراسر غلطی ہے عالم الغیب خدا
ہے اور کوئی نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون ہے اُنکو بھی خدا
یہ حکم دیتا ہے قل رب زدنی علماً وہ بھی کوئی بات بیان فرماتے تو وحی کے
ذریعہ سے فرماتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسول خضر سے علم سیکھنے کے
پیچھے گئے۔ غیب کی باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں خدا ہی ہر ایک چیز کا علم رکھنے والا
اور غیب دان ہے۔ شیخان کہتے کہ ہمارے پیر غوث تھے۔ سات آسمان ہیں سات
دریا ہیں ان میں ریت اور کنکر ہیں ان سب کی تعداد بھی معلوم ہے صاحبزادہ
صاحب فرماتے کہ یہ اہل کشف کی باتیں ہیں اہل کشف تو کہتے ہیں کہ غوث ہر زمانہ
میں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں۔ جو مانتے ہیں اُنکا قول ہے کہ عارف اور
بزرگ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور بزرگ متقی ہوتے ہیں شریعت کے پابند اور

معرفت الٰہی رکھتے ہیں اور تم جو کہتے ہو کہ اکثر ہمارے پیر سے ایسا واقعہ ہوا ہے کہ چاندنی راتوں میں پو پھٹنے سے پہلے صبح کی نماز ادا کی اور معلوم ہونے پر نماز وقت پر دہرائی۔ اتنا بڑا سورج نظر نہ آیا اور نماز میں غلطی ہو گئی وہ چیز جو سات آسمان کے اوپر ہے اور دریاؤں کی تہ میں ہے اسکی گنتی کیونکر نظر آوے۔ شیخان جواب دیتے کہ وہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب فرمائی کہ جو قصداً نماز کو وقت سے پہلے پڑھے اسنے نماز کی ہتک کی اور یہ کفر ہے سو تم غوث کیا اسپر خود ہی کفر کا فتویٰ لگاتے ہو +

اور عوام جو خواندہ نہیں تھے آپ کے پاس نماز عیدوں اور جھگڑوں کے وقت آیا کرتے تھے اور آپ کی بات کو کوئی رد نہیں کر سکتا تھا تو آپ انکو اسطور سے نصیحت کرتے تھے۔ آپ لوگوں کے لیئے قیامت میں کوئی عذر نہ ہوگا کہ تم لوگ مباحثات کے وقت تو مجھ پر اعتماد رکھتے ہو اور عقیدہ میں مجھ پر اعتماد نہیں کرتے اور اپنے پیر کی جھوٹی باتوں کی پیروی کرتے ہو۔ ہمارے تمھارے درمیان مسائل کا اختلاف ہے۔ انکو تم بھی لکھ لو اور میں بھی لکھتا ہوں۔ دو شخصوں کو خرچ دے کر مکہ بھیجتے ہیں۔ اگر انھوں نے تمھارے کاغذ پر تصدیق کر کے مہر لگا دی تو تم سچے اور میں خاموش ہو جاوں گا اور یہ سمجھ لوں گا کہ تمام جہان پر تاریکی پھیل گئی ہے اور اگر میرے کاغذ کی تصدیق کر کے مہر لگا دی تو تم کو توبہ کر کے میری طرف لوٹ آنا چاہیئے +

اور بڑے حکام کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ہم شریعت پر عدل کے ساتھ حکومت کرتے ہیں تو رعایا آپ سے ناراض کیوں ہے اور تنگ کس لیئے ہے شریعت تو ایسی نرم ہے کہ اگر اسپر قائم رہو تو انگریزی حکومت کے ہند؛ اور تمام مذہبوں کے لوگ کہہ اٹھیں کہ کاش ہمپر یہ لوگ حکومت کرتے برعکس اسکے تمھاری رعایا یہ کہتی ہے کہ انگریزی حکومت ہمپر ہوتی تو اچھا ہے کیونکہ تم نہ شریعت کی پرواہ کرتے ہو اور نہ قانون کا خیال +

حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے تھے کہ مجھپر خدا تعالیٰ نے بہت سے امور منکشف فرمائے۔ ایک دفعہ رات کے وقت نماز کو جا رہا تھا کہ میرا پاؤں کیچڑ سے پھسل گیا۔ اور گر گیا اس سے میرا دل خراب ہوگیا اور میں گھبرا گیا یک لخت میری زبان پر جاری ہوا کہ درویشاں سنگ برمیدارند جو درویش ہوتے ہیں اگر انپر اگر پتھر برسائے جائیں پروا نہیں کرتے۔ ایک دفعہ زبان پر جاری ہوا فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر۔

آپ کی شہادت کے بعد میرا دل گھبرا رہا تھا بوقت خواب میری زبان پر جاری ہوا۔ آتش عشق آمد و گرد جوار من بسوخت۔ کابل کے بارہ میں قاتلہم اللہ فتلوہ۔ ایک دفعہ امیر حبیب اللہ خاں کو میں نے خواب میں دیکھا تو میری زبان پر آیا انی لاظنك یا فرعون مثبورا۔ اے فرعون میں تجھے ہلاک شدہ یقین کرتا ہوں۔ آپ کو ابھی شہید نہیں کیا تھا کہ یہ زبان پر جاری ہوا عقروا الناقۃ و عصوا الرسول لو تسوا بھم الارض لکان خیرا لھم۔ کابل کے بارہ میں معلوم ہوا خربت الخیبر وھلکت الاعداء۔ فغشہا ما غشی فبائی الاء ربك تتماری۔ جب آپ کی لاش کو قبر سے نکالا گیا تو یہ زبان پر جاری ہوا وجاؤا بامر عظیم فاغرقنا ھم اجمعین۔ بباعث مختصر ہی کافی ہے۔ خدا نے چاہا تو پھر سہی +

حضرت صاحبزادہ صاحب جب کبھی سرداروں اور حاکموں کے ساتھ جایا کرتے تو اپنا خرچ آپ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ حاکم بہت زور دیتے کہ ہمارا کھانا کھائیں لیکن آپ بالکل اُن کے خرچ سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ حاکم رعایا سے ظلماً لیتے تھے۔ ایک دفعہ گورنر مذکور نے بہت اصرار کیا کہ آپ اُسکے ساتھ چائے پئیں اور کہا کہ ہندو لوگ ہمیں رضامندی اور خوشی سے چائے دیتے ہیں ہم زور و ظلم سے نہیں لیتے اسلئے آپ کبھی کبھی چائے پی لیا کرتے تھے +

ایک دفعہ گورنر نے ایک کوٹھی بنوائی آپ سے کہا کہ اس میں کوئی نقص

بتادیں کہ آپ اس فن سے بھی واقف ہیں آپ کچھ دیر چپ رہے پھر فرمایا کہ میں کیا بتاؤں اگر نقص نکالوں تو آپ جبراً کسی نجار سے درست کرا لینگے اگر نہ بتاؤں تو آپ اصرار کرتے ہیں کہ ضرور نقص بتاؤ (وہاں ہر صبح کاریگروں کو حاکم بیگار میں پکڑوا کر بلواتے ہیں) اسوقت کئی نجار تھے ایک باہر کھڑا باتیں سن رہا تھا وہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نقص بتادیں میں خوشی سے درست کروں گا تب آپ نے تمام نقص بتادیئے۔

ایک بار ایک غریب آدمی کے ساتھ قاضی کا مقدمہ تھا گورنر نے صاحبزادہ صاحب کو فیصلہ کے لیئے مقرر کیا۔ تاریخ پر حاضر ہو کر وہ آدمی عاجزی ظاہر کرنے لگا اور اُسے خوف تھا کہ صاحبزادہ صاحب قاضی کے حق میں فیصلہ نہ کردیں۔ صاحبزادہ صاحب جوش میں آگئے اور اسکو کہا کہ اگر ایک ہندو غریب کا گورنر سے مقدمہ ہو جاوے تو میں کسی کی طرفداری یا رعایت نہیں کروں گا اُسوقت ایک ہندو اور گورنر بھی موجود تھے گورنر کو خوف پیدا ہوا اور ہندو سے اپنے آپ کو سمیٹ کر بیٹھ گیا۔

ایک بار صاحبزادہ صاحب بھی دربار میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک آدمی کو سزا کے لیئے بلایا گیا جبوقت وہ حاضر ہوا گورنر نے حکم دیا کہ اسکو لٹا کر بید ماری جاویں اور مجرم کو نہیں چھوڑا جاتا تھا جبتک کہ مرنیکے قریب نہ پہنچ جاوے۔ جب سزا مل رہی تھی صاحبزادہ صاحب نے خیال کیا کہ گورنر غصہ میں ہے سزا بند نہیں ہو گی اور وہ مجرم اسقدر سزا برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ بوڑھا تھا تو اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر اُسپر ہاتھ کر دیئے کہ بید آپ کے ہاتھ پر لگیں اور وہ بچ جاوے۔ گورنر نے یہ دیکھ کر اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ باہر جا کر سزا دی جاوے صاحبزادہ صاحب نے دیکھیں بیٹے نے باہر لیجا کر چھوڑ دیا اس لحاظ سے کہ صاحبزادہ صاحب نے معاف کر دیا تھا۔

ایک دفعہ خوست کے جرنیل نے رعایا پر ظلم کیا اور اطراف میں لوگوں کے بہت سے

ختنے کرا دیئے اور بہت رشوت لی اس سے فراغت پاکر سید گاہ کے قریب ڈیرہ آلگایا۔ جمعہ کے روز جرنیل نے ایک آدمی بھیجا کہ ہمارا انتظار کیا جاوے کہ ہم بھی نماز جمعہ میں شامل ہو جاویں۔ صاحبزادہ صاحب نے پروانہ کی اور نماز شروع کر دی جرنیل خطبہ میں شامل ہوگیا۔ جرنیل نے صاحبزادہ صاحب سے کہا کہ میں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے کہ بہت لوگوں کا ختنہ کرادیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدمت دین کی تو کیا ہوا۔ غریبوں کا تم نے چمڑا اُتار لیا۔ ظلم کیا رشوت لی۔ تمہارا تمام لباس حرام کا ہے اس سے نماز نہیں ہوتی۔ جرنیل شرمندہ ہوا اور کچھ نہ بولا۔

ایک بار صاحبزادہ صاحب امیر عبدالرحمن خان کے دربار میں گئے وہ خوش ہوا آپ سے کہا کہ سوات کے لوگ یا تو انگریزوں کے رعایا رہینگے یا ہماری۔ درمیان میں ہرگز نہیں رہ سکتے۔ اور میں نے اُنکو بلا بھیجا تھا لیکن سوات کے مولوی کے بیٹے آنے سے منع کر دیا اور مسلمانوں کی سلطنت سے روکنا کافر ہو جانا ہے یا نہیں آپ سنکر چپ ہو گئے اور سوچا کہ خدا جانے اُسنے کس غرض سے منع کیا ہوگا۔ پھر دوبارہ امیر نے کہا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری بار عام لوگ انکو مخاطب کر کے کہا۔ تمام حاضرین نے شور مچادیا کہ ہاں صاحب وہ کافر ہوگیا لیکن صاحبزادہ صاحب نے پھر احتیاطاً سکوت کیا۔

ایک دفعہ جب مولوی عبدالغفار صاحب مرحوم مہاجر دارالامان کی والدہ فوت ہوئی تو آپ نے نماز جنازہ پڑھائی تو اسوقت زور کی بارش ہو رہی تھی آپ نے بڑی دیر تک دعا کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار صاحبزادہ صاحب کے حق میں منقول از تذکرۃ الشہادتین

آں جوانمرد و حبیب کردگار۔ جوہر خود کرد آخر آشکار۔

نقد جاں از بہر جاناں باختہ دل ازیں فانی سرا پرداختہ

پُرخطر ہست ایں بیابانِ حیات صد ہزاراں اژدہائش در جہات

صد ہزاراں آتشش تا آسماں — صد ہزاراں سیل خونخوار دماں
صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار — دشت پُرخار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم — ایں بیاباں کردطے زیک قدم
ایں چنیں باید خدا را بندۂ — سر پئے دلدار خود افگندۂ
او پئے دلدار از خود مردہ بود — وز پئے تریاق زہرے خوردہ بود
تا ننوشد جام ایں زہری کسے — کے رہائی یابد از مرگ آں خسے
زیر ایں موت است پنہاں صد حیات — زندگی خواہی بخور جام ممات
بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد — چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق دلستاں را دادہ است — تاکنوں در سنگہا افتادہ است
ایں بود رسم و رہ صدق و صفا — ایں بود مرداں حق را انتہا
از پئے آں زندہ از خود فانی اند — جاں فشاں بر مسلک ربانی اند

ایک غلطی کا ازالہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں کسی جگہ تو یہ فرمایا ہے کہ میں نبی ہوں اور بعض جگہ فرمایا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ بات یہ ہے کہ عام نبی و رسول کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ نبی یا رسول وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے کتاب (نئی شریعت) لاتا ہے اور الہامات اسپر نازل ہوتے ہیں۔ سو ان معنوں کو لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ رسول کریمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کہ نئی کتاب یا شریعت لاوے اور قرآن شریف منسوخ ہو یہ کفر ہے ایسا نبی قیامت تک نہیں آسکتا۔ اس لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں کہ میں نبی نہیں ہوں۔ ایسا ہی حدیث میں بھی آیا ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی ایسا نبی جو میری کتاب کو منسوخ کرے اور میرے دوران کے ختم ہو جانے پر آوے اور میرے سے فیض یافتہ نہ ہو بلکہ اور نبی ہو جسکے ساتھ نئی کتاب یا شریعت ہو کہ اسمیں مہر نبوۃ ٹوٹ جاتی ہے جو خاتم نبییّن کا اشارہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ اسی طرف اشارہ کرکے مسیح موعود نے فرمایا ہے

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ یعنی میں ایسا رسول نہیں ہوں کہ میں قرآن کریم چھوڑ کر نئی کتاب لایا ہوں بلکہ اس قرآن اور اس رسول کریم کے دین کو واپس لایا ہوں جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود ثریا سے رسول کریمؐ کا دین واپس لائے گا۔

سو ایک رسالت تو نبیوں کی اصطلاح میں ہوئی کہ نئی کتاب و شریعت لاوے اس سے تو آپ نے انکار کیا ہے اور ایک رسالت خدا تعالیٰ کی اصطلاح میں ہے جو کہ رسول وہ ہوتا ہے کہ خدا اسے رسول کہتا ہے اور امور غیبیہ کی خبر دیتا ہے اور کثرت سے مکالمہ مخاطبہ اُسکے ساتھ کرتا ہے اور اصلاح خلق کے لئے اُسے مقرر و مامور کرتا ہے چاہے نئی کتاب لایا ہو چاہے نہ لایا ہو جسطرح حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام اور جیسے مسیح علیہ السلام ہیں اسی طرح اور ہزار ہا نبی جو نئی شریعت نہیں لائے ایسی رسالت کا مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعویٰ کیا ہے جو حدیث میں بھی آیا ہے کہ مسیح ابن مریمؑ تم میں آئے گا اس رسالت کا رسول کریمؐ نے وعدہ دیا ہے اور ایسا ہی مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ٭ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد ٭ اور جو خطبہ الہامیہ میں لکھا ہے کہ میرے اور رسول کریم میں جس نے فرق کیا اُسنے نہ تو مجھے دیکھا ہے اور نہ پہچانا ہے اور میرا انکار خدا کا اور قرآن کا اور تمام کا انکار ہے۔ اور میری آمد تمام انبیاء کی آمد ہے اور مجھے خدا نے اتنے نشان دئیے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی میں نہیں پائے جاتے اور فرماتے ہیں کہ زمین نے کہا کہ لَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَا اَعْرِفُکَ۔ سو ایسے نبی ہمیشہ قیامۃ تک ہوتے رہیں گے مگر اسے مانکر نہ علیحدہ تاکہ حضرت نبی کریمؐ کی مُہر نبوت قیامۃ تک جاری رہے اور قرآن شریف میں آیا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ یعنی متقی وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اُسپر جو تجھپر نازل کیا گیا ہے اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا اور اُسپر یقین رکھتے ہیں جو تیرے بعد نازل کیا جائیگا۔ خدا تعالیٰ نے تین زمانوں کا ذکر کیا ہے ایک وہ زمانہ جو رسول کریمؐ کا اور ایک آپ سے پہلے کا اور آپکے بعد کا زمانہ ہے جو مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے اور ایک جگہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ فرمایا سو وہ لوگ جو مسیح موعود کی رسالت کا انکار کریں وہ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ میں داخل نہیں۔

سوائے لوگو مسیح موعود علیہ السلام نے دعوے نبوۃ کیا ہے کہ میں نبی ہوں اور خدا تعالیٰ نے بھی اس آیت سے آپ کی نبوۃ ثابت کی ہے جو لوگ آپ کو صرف مجدد اور محدث مانتے ہیں اور رسول نہیں مانتے جیسے لاہوری فرقہ جو اپنے آپ کو احمدی بھی کہتے ہیں انکو مسیح موعود سے انکار ہے۔

الغرض اس نبوت کو جو قرآن شریف نے جائز رکھی ہے جسکا آپ اقرار کرتے ہیں۔ نبوت ظلی۔ بروزی۔ عکسی اور رنگ کہتے ہیں قرآن شریف میں صبغہ یعنی رنگ کا ذکر آیا ہے لیکن تمام کا ایک ہی مطلب ہے۔ جہاں مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تمام انبیاء علیہم السلام کا بروز ہوں۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ میرا وجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ میرے حرکات و سکنات رسول کریمؐ کے حرکات و سکنات ہیں میرا دین کی خدمت کرنا آپؐ ہی کے دین کی خدمت کرنا ہے میرا دعویٰ آپؐ ہی کا دعویٰ ہے۔ مجھے قبول کرنا رسول کریمؐ کو قبول کرنا ہے۔ میری عزت کرنا رسول کریم کی عزت کرنا ہے۔ میری بے عزتی رسول کریمؐ کی بے عزتی ہے میرا نہ ماننا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ماننا ہے۔ مجھ سے قطع تعلق کرنا رسول کریمؐ سے قطع تعلق کرنا ہے اور مجھ سے ٹھٹھا کرنا رسول کریمؐ پر ٹھٹھا کرنا ہے۔ یہ اسلئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔

ظاہر لوگوں کو یہی نظر آتا ہے کہ مسیح موعود قادیان کے رہنے والے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس پہلے مدینہ منورہ میں مدفون ہو چکے ہیں یہ علیحدہ ہیں اور وہ علیحدہ مگر خدا تعالیٰ نے احمد قادیانی اور محمد مدنی علیہما الصلوٰۃ والسلام کا وجود ایک کیا ہے۔ جن لوگونکو خدا تعالیٰ نے روحانی بصیرت عطا کی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مسیح موعود اور رسول کریمؐ کا وجود مل کر ایک ہی وجود ہے۔ چنانچہ میں بھی گواہی کے طور پر خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر

کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو آسمان و زمین کا مالک ہے اور جو قادر مطلق خدا ہے کہ میں نے احمد قادیانی اور محمد مدنی علیہما الصلوٰۃ والسلام کو ایک وجود میں دیکھا ہے اور بار بار دیکھا ہے کہ کوئی فرق ان دو تو وجودوں میں نہیں پایا گیا۔

حضرت صاحبزادہ مولانا عبداللطیف صاحب شہید مرحوم نے بھی یہی فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اتنا فنا ہوں کہ اب میرے سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود کبھی نہیں علیحدہ ہوتا۔ تمام شد

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد

سید احمد نور صاحب نے حضرت مولوی عبداللطیف مرحوم کے حالات لکھے ہیں جس سے احمدیت پر ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ ایسی کتاب ہے کہ چاہیئے کہ اسکو ہر شخص پڑھے اور اپنے ایمان میں ترقی کرے

ست سلاجیت۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشہتی۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر۔ جذام۔ استسقاء۔ زردی رنگ۔ تنگی نفس۔ دق۔ وشیخوخت۔ فساد بلغم۔ قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ۔ ومثانہ۔ سلسلبول بیلان منی۔ ویبوست۔ درد مفاصل وغیرہ کے لیئے بہت مفید ہے۔ خوراک بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قسم اول عہ قسم دوم ۸ر فی تولہ ہے۔

سید احمد نور مہاجر قادیان دار الامان